100859-اذان کا جواب دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا

سوال

مؤذن اذان دے رہا ہو اور جب وہ اشھد ان محمدا رسول اللہ پر پہنچے اور اس کے جواب سننے والے نے بھی یعنی میں نے اشھد ان محمدا رسول اللہ کہا اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو مجھے ایک شخص نے کہا یہ بدعت ہے، تو کیا یہ کلام صحیح ہے دلیل کے ساتھ بیان کریں ؟

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آنے پر درود اس لیے پڑھا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سن رکھی ہے جس کا معنی یہ ہے :

"جس کے پاس میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے تو وہ بخیل ہے "

جناب مولانا صاحب میں اس حالت میں کیا کروں، برائے مہربانی مفید جواب سے نوازیں میں تھک گیا ہوں کیا میرا یہ فعل بدعت شمار ہوگا ؟

پسندیدہ جواب

شرعی دعاؤں اور اذکار میں جن کا کسی معین حال کے ساتھ تعلق ہو انہیں اسی طرح ادا کرنا واجب ہے جس طرح کتاب وسنت سے ثابت ہیں، اس میں کوئی زیادتی یا کمی نہیں کی جا سکتی.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اذکار کے الفاظ توقیفی ہیں، اور اس کے خصائص واسرار بھی ہیں جن میں کوئی کسی قسم کا قیاس داخل نہیں ہو سکتا، اس لیے جس طرح الفاظ وارد ہیں اسی طرح انکی ادائیگی کرنا واجب ہے " انتہی

دیکھیں : فتح الباری (112/11).

اس قاعدہ اور اصول کی دلیل براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ کی وہ حدیث جس میں بیان ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں سوتے وقت ایک دعا پڑھنے کے لیے سکھلائی تو انہوں نے اس کے کچھ الفاظ میں تبدیلی کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ٹوکتے ہوئے فرمایا کہ وہی الفاظ کہو جو میں نے تجھے سکھائے ہیں حدیث درج ذیل ہے :

براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب تم سونے کے لیے اپنے بستر پر جاؤ تو نماز کے وضوء کی طرح وضوء کر کے اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاؤ پھر یہ دعا پڑھو :

" اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي إِلَيْكَ وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ اللَّهُمَّ آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِي أَرْسَلْتَ "

اے اللہ میں اپنے آپ کو تیرے مطیع کر دیا، اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا، اور اپنا چہرہ تیری طرف پھیر لیا تیری رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے نہ تجھ سے پناہ کی جگہ ہے اور نہ کوئی بھاگ کر مگر تیری طرف، میں تیری کتاب پر ایمان لایا اور تیرے نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا"

اگر تمہیں اس رات موت آجائے تو تم فطرت پر ہو، اور یہ کلمات تمہارے آخری کلمات ہوں اس کے بعد کسی سے بات مت کرو، براء بن عازب بیان کرتے ہیں تو میں نے یہ دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دہرائی اور جب اللھم آمنت بکتابک الذی انزلت پر پہنچا تو میں نے اس کے بعد رسولک کہہ دیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں کہو ونبیک الذی ارسلت"

صحیح بخاری حدیث نمبر (247) صحیح مسلم حدیث نمبر (2710).

سنت اور بدعت کے متعلق سلف رحمہ اللہ کی طریقہ ہمیشہ احتیاط ہے، اور ثابت شدہ سنت پر عمل کا التزام کرنا، اور بدعت میں پڑنے سے خوفزدہ رہنا.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی کہتے ہیں:

"سنت پر اقتصار کرنا بدعت میں اجتھاد کرنے سے بہتر ہے" انتہی

اسے طبرانی نے معجم الکبیر (208/10) میں روایت کیا ہے.

اسی لیے بعض صحابہ کرام نے مشروع عمل سے زیادہ کرنے والے شخص کو روکا؛ نافع بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے چھینک ماری تو کہنے لگا: الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ پاس ہی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگے:

"اور میں کہتا ہوں: الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسے نہیں سکھایا بلکہ انہوں نے ہمیں سکھایا کہ ہم چھینک کے بعد "الحمد للہ علی کل حال" کہیں"

سنن ترمذی حدیث نمبر (2738) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح کہا ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو دعائیں الفاظ کے ساتھ سکھاتے، اور انہیں اسی طرح حفظ کرانے کی کوشش کرتے جس طرح اللہ نے انہیں وحی کیا تھا، اور جس طرح وہ انہیں قرآن مجید کی سورۃ سکھاتے اسی طرح دعائیں بھی تا کہ وہ اللہ کے ہاں اس کی برکت اور فضیلت حاصل کر سکیں.

ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں:

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ تشہد اس طرح سکھائی جس طرح قرآن مجید کی سورۃ سکھائی جاتی ہے اور میرا ہاتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا"

صحیح بخاری حدیث نمبر (6265).

ان دعاؤں میں اذان کا جواب بھی شامل ہے جس کی تعلیم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دی، کئی ایک احادیث میں اس کا ذکر ملتا ہے، یہ سب احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ جس طرح مؤذن کہتا ہے وہی الفاظ کہنے کا التزام کرنا چاہیے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ بغیر کسی زیادتی اور نقصان کے اسی طرح کہنا چاہیے.

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم اذان سنو تو مؤذن کی طرح تم بھی کہو"

صحیح بخاری حدیث نمبر (611) صحیح مسلم حدیث نمبر (383).

اور عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو تم میں ایک اللہ اکبر اللہ اکبر کہے، پھر مؤذن اشھد ان لا الہ الا اللہ کہے تو وہ بھی اشھد ان لا الہ الا اللہ کہے، پھر مؤذن اشھد ان محمدا رسول اللہ کہے تو وہ بھی اشھد ان محمدا رسول اللہ کہے، پھر مؤذن حی علی الصلاۃ کہے تو وہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے، پھر مؤذن حی علی الفلاح کہے تو وہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے، پھر مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو وہ بھی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے، پھر مؤذن لا الہ الا اللہ کہے تو وہ بھی لا الہ الا اللہ دل سے کہے تو جنت میں داخل ہوگا"

صحیح مسلم حدیث نمبر (385).

سوال کرنے والے بھائی ذرا آپ بھی میرے ساتھ غور کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذن کا جواب دینے کی تعلیم کس طرح تفصیل کے ساتھ دی، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جو سکھایا اور جس کی تعلیم دی ہے بغیر کسی زیادتی و نقصان کے اس کا التزام کرنا چاہیے، وگرنہ اس ساری تفصیل اور بیان کا کوئی فائدہ ہی نہیں رہتا!

اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود بھی سمجھ لیا اسی لیے وہ اسی کا التزام کرتے تھے جس کی انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی تھی، اور وہ الفاظ میں کوئی اجتھاد نہیں کرتے تھے.

امام بیھقی نے صحیح سند کے ساتھ عیسی بن طلحہ سے روایت کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں :

"ہم معاویہ رضی اللہ تعالی عنھم کے پاس گئے تو مؤذن نے نماز کے لیے اذان کہی اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہا تو معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا، مؤذن نے اشھد ان لا الہ الا اللہ کہا تو معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی اشھد ان لا الہ الا اللہ کہا مؤذن نے کہا : اشھد ان محمدا رسول اللہ تو معاویہ رضی اللہ نے بھی اشھد ان محمدا رسول اللہ کہا.

یحی کہتے ہیں ہمارے ایک دوست نے ہمیں بتایا کہ جب مؤذن نے حی علی الصلاۃ کہا تو معاویہ رضی اللہ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا، پھر کہنے لگے ہم نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وسلم سے اسی طرح سنا ہے"

سنن الکبری للبیھقی (409/1).

اس سے یہ واضح ہوا کہ مؤذن کی اذان کا جواب دیتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی زیادتی نہیں کرنی چاہیے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ نہیں سکھایا، اور اسی طرح صحابہ کرام نے سے بھی کسی ایک سے ثابت نہیں کہ انہوں نے اذان کے جواب میں کچھ زیادہ کیا ہو.

ہر مسلمان شخص اس پر ایمان رکھتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا افضل ترین قرب والا عمل ہے اور بہترین اطاعت ہے، لیکن یہ ہے کہ اذکار اور دعاؤں کی جگہ مشروع ہے، اس لیے اس میں زیادتی اور حد سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے.

ابن قیم رحمہ اللہ نے "جلاء الافھام" میں وہ سب مقام ذکر کیے ہیں جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مشروع ہے، اور ان میں درج ذیل مقام بھی ذکر کیے ہیں :

"تشھد میں، اور دعا قنوت کے آخر میں، اور نماز جنازہ میں اور خطبہ میں، اور دعاء کے وقت، اور ان میں انہوں نے اذان کے دوران ذکر نہیں کیا، بلکہ مؤذن کی اذان کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائیگا.

دیکھیں : جلاء الافھام (327–445).

اور ابن قیم رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے :

"اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا افضل ترین قرب والا عمل ہے، اور اللہ کو بہت زیادہ محبوب ہے، ہر دعا اور ذکر کی کوئی جگہ مقرر اور مخصوص ہے، اس کے قائم مقام کوئی اور نہیں ہو سکتی، علماء کا کہنا ہے کہ اسی لیے رکوع اور سجود میں اور رکوع کے بعد کھڑے ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا جا سکتا" انتہی

دیکھیں : جلاء الافہام (424/1).

جی ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی بہت زیادہ تاکید اور تشدید بیان ہوئی ہے اس میں بہت ساری احادیث وارد ہیں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں :

حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے تو وہ شخص بخیل ہے"

سنن ترمذی حدیث نمبر (3546) علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (35/1) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"اس شخص کا ناک خاک میں ملے جس کے پاس میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے"

سنن ترمذی حدیث نمبر (3545) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

لیکن علماء کرام نے ان احادیث کی شرح اور ان کے مقاصد بیان کیے ہیں :

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آنے پر درود پڑھنے کو واجب کہتے جب بھی نام آئے درود پڑھنا چاہیے انہوں نے ان احادیث پر عمل کیا ہے؛ کیونکہ بعد و شقاوت اور بخل کا وصف اور خاک آلود ہونے کی دعا، اور جفاء و سختی یہ سب الفاظ وعید کا تقاضا کرتے ہیں، اور وعید وجوب ترک کرنے کی علامت ہے.

جو وجوب کے قائل نہیں انہوں نے اس کے کئی ایک جواب دیے ہیں :

یہ ایسا قول ہے جو نہ تو کسی صحابی سے معروف ہے اور نہ ہی کسی تابعی سے، بلکہ یہ قول اپنی اختراع ہے، اگر اپنے عموم پر ایسا ہوتا تو مؤذن جب اذان دیتا ہے تو اس کے لیے بھی لازم ہوتا اور اسی طرح سننے والے پر بھی اور پڑھنے والے پر بھی جب قرآن مجید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گزرے، اور اسلام میں داخل ہونے والے کے لیے بھی لازم ہوتا کہ جب وہ کلمہ پڑھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، تو اس طرح یہ مشقت اور حرج کی بات تھی حالانکہ شریعت مطہرہ تو آسان ہے اس نے ایسا حکم نہیں دیا.

اور پھر جب اللہ تعالی کا نام آنے کی صورت میں تو زیادہ حق رکھتا ہے کہ اللہ جل شانہ کی ثنا کرنی واجب ہو، حالانکہ انہوں نے اس کو واجب نہیں کہا.

احناف میں سے قدوری وغیرہ نے مطلقا کہا ہے کہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے آپ پر درود بھیجنے کے وجوب والا قول اجماع کے مخالف ہے جو اس قائل کے قول سے قبل منعقد ہو چکا ہے؛ کیونکہ کسی بھی صحابی سے یہ منقول نہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیک کے الفاظ کہیں ہوں،

اور اگر ایسا ہوتا تو سننے والا دوسری عبادت کے لیے فارغ ہی نہیں ہو سکتا.

انہوں نے ان احادیث کا جواب یہ دیا ہے کہ :

یہ احادیث مبالغہ اور تاکید پر دلالت کرتی ہیں، اور اس شخص کے متعلق ہیں جس کی عادت بن چکی ہو کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ پڑھتا ہو" انتہی

دیکھیں : فتح الباری (11/168–169).

تو پھر اس موضوع کے متعلق جتنی بھی احادیث وارد ہیں ان سے مراد مشروع جگہ مراد ہونگی، یا پھر ان مجالس میں جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیا جائے، اس سے یہ مراد اور مقصود نہیں کہ جب بھی کلمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے تو درود پڑھنا واجب ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ "جلاء الافہام" میں جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے درود پڑھنے کے وجوب کے قائل کا رد کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

"پہلا :

یہ تو معلوم ہے جس میں کوئی شک نہیں کہ سلف صالحین جو قدوہ و نمونہ ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ہر بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آنے پر درود نہیں پڑھتا تھا کہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے تو وہ اس کے ساتھ درود ملاتا ہو، اور یہ ان کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرنے کے وقت ہوتا تھا یہ ایک ایسی دلیل ہے جس کو ذکر کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ آپ کو مخاطب کرتے ہوئے "اے اللہ تعالی کے رسول" کے الفاظ پر ہی انحصار کیا کرتے تھے، کبھی ہو سکتا ہے کسی نے صلی اللہ علیک کے لفظ بولے ہوں، اور یہ احادیث میں ظاہر اور اکثر ملتا ہے کہ وہ یہی الفاظ کہا کرتے تھے اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب بھی نام آئے تو ان پر درود پڑھنا واجب ہوتا تو ان کے ترک کرنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں ٹوکتے اور اس پر انکار ضرور کرتے.

دوسرا :

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آنے پر ہر بار درود پڑھنا واجب ہوتا تو یہ ظاہر ترین واجبات میں شامل ہوتا، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنی امت کے لیے ضرور بیان فرماتے جس سے قطعی طور پر عذر جاتا رہتا اور حجت قائم ہو جاتی.

تیسرا :

وجوب کا قول نہ تو کسی صحابی سے اور نہ ہی کسی تابعی سے معروف ہے، اور نہ ہی یہ معروف ہے کہ ان میں سے کسی ایک نے یہ کہا ہو.

چوتھا :

جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آئے تو درود پڑھنا واجب ہوتا تو مؤذن پر بھی واجب تھا کہ جب وہ اشھد ان محمدا رسول اللہ کہے تو وہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتا، اور اذان میں ایسا کرنا مشروع نہیں چہ جائیکہ اسے واجب کہا جائے.

پانچواں :

اسی طرح اذان سن کر جواب دینے والے پر بھی واجب ہوتا کہ وہ اشھدان محمدا رسول اللہ سن کر صلی اللہ علیہ وسلم کہتا حالانکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سننے والے یہ حکم دیا ہے کہ وہ بھی موذن کی طرح ہی کہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ان کلمات " اشھد ان لاالا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ " پر ہی اقتصار کرے، کیونکہ یہی موذن کی مثل ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں : جلاء الافھام (1/393–394).

اور کتب شافعیہ کی کتاب " تحفۃ المحتاج " میں درج ہے :

" اگر نمازی نے کوئی ایسی آیت تلاوت کی یا سنی جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہو اور وہ آپ پر درود پڑھتے ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم کہے تو مصنف (امام نووی) کے فتوی کے مطابق اس کا یہ درود پڑھنا مستحب نہیں " انتہی

دیکھیں : تحفۃ المحتاج (2/65).

اور حافظ ابن حجر الھیتمی رحمہ اللہ " الفتاوی الفقھیۃ الکبری " میں رقمطراز ہیں :

" ان سابقہ احادیث جیسی ہی اور دوسری احادیث بھی وارد ہیں، اور ہم ان میں سے کسی حدیث میں بھی یہ بیان نہیں ہوا کہ اذان سے قبل اور اذان میں اشھد ان محمدا رسول اللہ کے بعد درود پڑھا جائے، اور ہمارے نزدیک ہمارے آئمہ کی کلام میں ایسا بیان نہیں ہوا.

تو پھر ان دونوں میں سے ہر ایک جگہ درود پڑھنا سنت نہ ہوا، اس لیے جو شخص بھی ان دونوں مقام پر اس کے سنت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے درود پڑھے تو اسے ایسا کرنے سے منع کیا جائیگا اور روکا جائیگا، کیونکہ اس نے بغیر کسی دلیل کے اسے مشروع کیا ہے، اور جو بغیر دلیل کے کوئی کام مشروع کرلے اسے اس سے روکا جائیگا اور منع کیا جائیگا " انتہی

دیکھیں : الفتاوی الفقھیۃ الکبری (1/131).

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ کا فتوی ہے :

" اور اسی طرح بعض لوگ اذان میں " لا الہ الا اللہ " کہتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا اضافہ کرتے ہیں اور اذان کے ساتھ یہ بھی بلند آواز سے کہتے ہیں، یا پھر لاؤڈ سپیکر میں کہتے ہیں یہ جائز نہیں بلکہ بدعت بھی ہے " انتہی مختصرا

دیکھیں : فتاوی ابن باز (10/334).

لیکن اگر سننے والا بعض اوقات ایسا کرلے اور اس کی عادت نہ بنائے اور التزام نہ کرے، اور اسے حالت کے ساتھ مقید اذکار شمار نہ کرتا ہو، یا پھر اسے اذان کے مشروع جواب میں شمار نہ کرتا ہو تو ہم امید رکھتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں، اور ان شاء اللہ یہ معاملہ بدعت کی حد تک نہیں پہنچتا.

واللہ اعلم.